

پشتون معاشرے میں بچوں کو حاصل معاشرتی حقوق کا ایک تجزیاتی مطالعہ

An analytical study of the social rights of children in Pashtun society

Palwasha Gul*

Dr. Sahibzada**

Dr. Abdul Ali Achakzai***

Abstract

Children are said to be the beauty of all societies, because they are far away from worldly affairs, while having their relatives or close people as their ideals. As we know, all over the world children have given rights, like Pashtoon society in its all populated regions to their children. On the other hand it can not deny that Pashtoons are believers of Islam as well as code of Pashtoonwali. So here comes the points of children rights but always remained a big question and controversial issue. In this research paper, the researcher tries to identify the social rights of children given in Pashtoon society, and comparatively analysed with Islamic codes in social rights perspectives. Moreover, the aim of researcher in this paper is to make sure that Islamic code of ethics is the solution of all that problems, which remain hurdles in ways of children rights in Pashtoon society. Furthermore the researcher used systemic methodology of comparative and qualitative analysis while approaching both primary and secondary data. The findings in this researcher work directly approach Islamic culture and gives Islamic values as complete proof for the completion of all social rights of childrens in Pashtoon society

Keywords: Cultural norms, Social rights, Pashtoonwali, Islamic codes

پشتون معاشرہ جس کو ایک اسلامی معاشرہ بھی کہا جاسکتا ہے زمانہ قدیم سے ایک عظیم تہذیب و ثقافت کی مالک ہے۔ پشتون قبائل میں اس کے آثار آج بھی نمایاں ہیں۔ جن میں راست بازی، قول و اقرار کی پابندی، مہمان نوازی، پناہ لینے والے کی حفاظت، مسافر کی رہنمائی، خواتین کا احترام، بہادری، شرم و حیا، رشتہ داروں سے محبت اور صلہ رحمی کو جیسی خصوصیات شامل ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اسلامی دستور فلسفہ اور پشتونوں کے مزاج اور رسم و رواج میں اس بنیادی مطابقت کی وجہ سے پشتون قوم میں اسلام کی جڑیں اتنی مستحکم ہو گئیں ہیں کہ اس خطے میں اسلام کی شجر کی آبیاری بھی ہوئی اس کے برکتوں سے خود پشتون بھی فیض یاب ہو کر ایک عظیم قوم کی حیثیت سے ابھرے، اس لیے پشتون ثقافت میں اسلام کا اثر سب سے زیادہ ہے¹۔

بچوں کی اچھی اور اعلیٰ تربیت نہ صرف ایک اچھی قوم پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے بلکہ یہ ایک دینی، اخلاقی، اور معاشرتی فرائض بھی ہے۔ اس لیے ہم سب کا فرض ہے کہ بچوں کو قوم کی امانت سمجھیں۔ ان کے عادات و اطوار، خصائل و رویوں اور حقوق کا جائزہ لیں اور ان کی مناسب

* Ph.D scholar Department of Islamic Studies Univarsty of Balochistan Quetta.

Email: palwashacandid@gmail.com. ORCID <https://orcid.org/0000-0001-9260-7843>

** Baz M uhammad , Ex: Chairman Dept of Islamic Studies, Univarsty of Balochistan Quetta.

Email: msahibzada8@gmail.com. ORCID ID <https://Orcid.Org/0000-0001-8530-4318>

*** Chairman Department of Islamic Studies, Univarsty of Balochistan Quetta.

پرورش، تعلیم و تربیت اور کردار کی تعمیر پر پوری توجہ دیں۔ یہی ان بچوں کی، ملک و قوم کی، اور خود ہماری اپنی خیر خواہی بھی ہے اور یہی ان سے سچا اور حقیقی پیار بھی۔ اگر اسلامی تعلیمات کے مطابق بچوں کو حقوق فراہم کی جائیں تو وہ حقیقی معنوں میں مستقبل کے امین اور قوم کی تہذیب و تمدن کے محافظ بن سکیں گے اور وہ قوم کے سچے اور وفادار معمار بن کر دکھائیں گے۔²

اسلامی معاشرے میں والدین اور اولاد کے درمیان جو گہرا فطری تعلق ہے۔ وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں، والدین خواہ کسی بھی مذہب و قوم سے تعلق رکھتے ہوں خدا نے ان کے دل میں اپنے اولاد کی پرورش کا جذبہ ڈال دیا ہے۔ لیکن اسلام نے والدین پر اولاد کی پرورش کے ساتھ ساتھ اسے حقوق کی فراہمی اور تربیت و نگہداشت کی ذمہ داری بھی عائد کی ہے۔

بلوچستان کے پشتون معاشرے میں بچوں کو حاصل معاشرتی حقوق اور اسلامی تعلیمات:

بچے کو ایک معاشرے میں رہتے ہوئے بہت سے معاشرتی حقوق حاصل ہیں۔ اس ضمن میں بلوچستان کے پشتون معاشرے میں بچوں کو حاصل معاشرتی حقوق کا اسلامی تعلیمات کے تناظر میں جائزہ لیا جائے گا۔

۱۔ اسم کا حق:-

ہر پیدا ہونے والے بچے کا یہ بنیادی حق ہے، کہ اس کا ایک خوبصورت نام رکھا جائے تاکہ بڑے ہو کر انھیں کسی شرمندگی یا کسی نوعیت کی نفسیاتی الجھن کا شکار نہ ہونا پڑے، جس کے سبب ان بچوں کو ذہنی تکلیف نہ ہو کہ انھیں برے ناموں سے پکارا جاتا ہے یا جس سے ان کا تمسخر یا مذاق اڑایا جاتا ہے یا ان کے اچھنبے اور حیرت میں اضافہ ہو۔ نو مولود بچوں کو ترجیاً ایسے نام دیے جائیں جو ان کے لیے قابل قبول ہوں، نہ کہ ناقابل فہم اور قابل اعتراض ہوں۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:-

عن ابن عمر قال قال رسول الله ان احب اسمائکم الی الله عبد الله وعبد الرحمن۔³

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ناموں میں سب زیادہ پسندیدہ

عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔

اسی طرح شریک نام جیسے عبد الکعبہ، عبد الکواکب وغیرہ رکھنا حرام ہیں، روایت کیا گیا ہے، کہ ایک جماعت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان میں سے سنا کہ ایک شخص کو عبد الحجر کہا جا رہا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے استفسار فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا عبد الحجر۔ اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

انما انت عبد الله۔⁴

ترجمہ:- نہیں بلکہ تم عبد اللہ ہی ہو۔

ہر نام کا ایک معنی ہوتا ہے۔ اس نام اور معنی میں ایک تعلق ہوتا ہے۔ چونکہ نام کا شخصیت پر بھی اثر ہوتا ہے اس لیے اچھا نام شخصیت پر خوشگوار

اثرات مرتب کرتا ہے اور برے نام کے شخصیت پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اس ساری بحث کے بعد حضور اکرم کے اسمائے گرامی محمد اور احمد کو دیکھیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ واقعتاً آپ ﷺ کے اسمائے گرامی آپ کی شخصیت اور مقام و مرتبے کو واضح کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا اسم گرامی محمد ﷺ (بہت زیادہ تعریف کیا گیا) ہے۔ اور مخلوق میں آپ سے زیادہ آج تک کسی کی تعریف نہیں کی گئی ہے۔ اور آپ ﷺ کا دوسرا نام احمد (سب سے زیادہ تعریف کرنے والا) اور واقعتاً آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی نے اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کی۔

پشتون معاشرے میں اسلامی تعلیمات کے مطابق اکثر اچھے اور خوبصورت نام رکھے جاتے ہیں، لیکن بعض پشتون علاقوں میں ایسے اکثر نام ملتے ہیں جو مظاہر فطرت پر قدیم اعتقاد کے باقیات ہیں۔ اکثر نام پودوں یا پھلوں کے رکھتے ہیں، جیسے زرغونہ، گلاب جانہ، وغیرہ یا پھر ثقافت یا خاندانوں کے نام سے رکھتے ہیں۔ جیسے پشتنہ، سپوڑمی، مالوسہ وغیرہ جبکہ مردانہ ناموں کے محققات اکثر مستعمل ہے جیسے تاج محمد سے تاجو، ولی محمد سے ولو وغیرہ، جو اسلامی تعلیمات کے برعکس ہے۔ لہذا اس کی طرف توجہ دینا لازم ہے۔⁴

۲۔ مساوات کا حق :-

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ شریعت اسلامی نے ایک انسانی جان کو ہر قسم کا حق زیست یعنی زندہ رہنے کا حق دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

واذالمو دة سئلت باى ذنب قتلت⁵

ترجمہ :- اور جب زندہ گاڑی ہوئی بیٹی سے پوچھا جائیگا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی۔

عرب میں رسم تھی کہ باپ اپنی بیٹی کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی سے زندہ زمین میں گاڑ دیتا تھا اور بعض یہ عار محسوس کرتے تھے کہ ہم اپنی بیٹی کو جس کو دیں گے وہ ہمارا داماد کہلائے گا۔ قرآن پاک نے آگاہ کیا ہے کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہو گا کہ کس گناہ کی پاداش پر ان کو قتل کیا تھا۔ یہ مت سمجھنا کہ یہ ہماری اولاد ہے۔ اس میں جو چاہیں تصرف کریں بلکہ اولاد ہونے کی وجہ سے جرم اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔ اسلام نے قتل اولاد کی تمام ظالمانہ رسموں سے معاشرے کو پاک کیا۔ اور خدا کے پیارے بندوں کی پہچان یہ بتائی کہ وہ اپنے اولاد کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

والذین يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماماً⁶

ترجمہ: اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو کہتے ہیں یہ ہمارے رب ہمارے جوڑوں کو اور ہماری اولاد کو ہمارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

اسلامی تعلیمات اور نبی کریم کی جو طرز عمل ہمارے سامنے ہے، اس سے پورے انسانیت کو یہ پیغام ملتا ہے کہ لڑکی اور لڑکے کے درمیان کوئی

تفریق نہ کریں۔ لڑکے کی پیدائش پر خوشیاں منانا، لڑکی پیدا ہو تو خوشی کا اظہار نہ کرنا، لڑکی کے وجود کو حقیر سمجھنا اور لڑکے کو لڑکی پر ترجیح دینا غیر اسلامی طرز عمل ہے۔ اس قبیح سوچ سے اسلامی معاشرے کو پاک ہونا چاہیے۔ والدین پر اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے کہ وہ اپنے اولاد کے درمیان عدل و انصاف کا مظاہرہ کریں۔ اور بیٹی کی پیدائش پر ناک بھوؤں چڑھانے اور ناپسندیدگی کے اظہار کرنے سے اسلام نے منع کیا ہے۔ بچوں کی تعلیم میں ان کے مدارس کا لحاظ رکھے، کھیلنے میں ان کے کھلونے، لباس، کھانے، محبت و شفقت غرضیکہ زندگی کے تمام امور میں مساوات قائم کی جائے۔

ہمارے معاشرے میں عموماً اور پشتون معاشرے میں خصوصاً بیٹے کی پیدائش پر زیادہ خوشیاں مناتے ہیں۔ وہ بیٹے کو اپنی طاقت مانتے ہیں۔ ان کی پیدائش پر فائزنگ کرتے ہیں۔ بیٹے کی پیدائش کا مزہ فوری طور پر اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو سناتے ہیں جس کو زیری (خوشخبری) کہتے ہیں۔ زیری مناسب کیش یا کسی تحفہ کی صورت میں ملتی ہے۔ بیٹے کی پیدائش کے فوراً بعد قریبی رشتہ دار مبارک باد دینے آتے ہیں اور اسی خوشی میں بیٹے کا باپ دے بھی ذبح کرتے ہیں۔ اور اکثر پشتون بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں ڈھولک بجاتے ہیں اور اتنا بھی کرتے ہیں۔ اس کے برعکس بیٹی کی پیدائش پر پشتون قبائل میں ملا جلار حجان پایا جاتا ہے

جن میں اکثر بیٹی کی پیدائش پر ناپسندیدگی اور ناگواری کا اظہار کرتے ہیں۔ تعلیم، محبت و شفقت اور لباس وغیرہ میں لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح حاصل ہے۔ ان کی حیثیت انتہائی پست ہوتی ہے اور بچی کی پیدائش کو صرف اور صرف بدبختی سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ بعض پشتون قبائل لڑکیوں کی پیدائش پر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور لڑکیوں کو قیمتی اثاثہ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ دولت کے حصول کا ذریعہ بنتی ہیں۔ آج کل لوگوں میں تعلیم کی بدولت بہت حد تک مثبت تبدیلی آئی ہے۔ اور بہت سے لوگ بیٹیوں کی پیدائش پر اکثر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ان کو خدا کی رحمت سمجھا جاتا ہے۔⁷

س۔ طلاق کا اثر:-

طلاق کا مطلب ازدواجی تعلق توڑ دینا۔ مثلاً یہ کہے کہ تجھے طلاق ہے یا تجھے چھوڑ دیا یا پھر کنائی لفظ کہے اور طلاق کے ارادے سے یہ کہنا کہ اپنے میکے چلی جا۔

نکاح ایک پاکیزہ اور مضبوط بندھن ہے۔ اللہ نے اس کو میثاق غلیظ پختہ عہد فرمایا ہے۔

واخذن منکم میثاقاً غلیظاً⁸

ترجمہ:- ”اور ان عورتوں نے تم سے پختہ عہد لیا ہے۔“

نکاح زوجین کے درمیان ایک مستقل معاہدہ ہے۔ اسلامی قانون ازدواج کی اصل روح یہ ہے کہ مناکحت کے تعلق کو مکانی حد تک مستحکم بنایا جائے لیکن جب ان کے درمیان محبت اور موافقت کی صورت باقی نہ رہے اور رشتہ مناکحت سے قانون کے اصل مقصد کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان کی نفرت اور کراہیت کے باوجود ان کو ایک دوسرے سے وابستہ رکھنے کی کوشش نہ کی جائے اس صورت میں ان کے لیے

علیحدگی کا راستہ کھول دیا جائے۔ ان تمام قیود و شرائط سے ظاہر ہے کہ اسلام کا قانون طلاق جتنا جامع اور فطری ہے اسلام کی نظر میں ازدواجی زندگی نہایت پختہ، مشفقانہ، والہانہ اور مضبوط ہے۔ اس پختہ اور مضبوط رشتے کو چور چور کر دینے والی شے طلاق پر عمل پیرا ہونے سے قبل تمام نتائج پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام اس مسئلے پر عجلت پسندی اور جلد بازی پسند نہیں کرتا۔ بلکہ حکم دیتا ہے کہ طلاق دینے میں اسلام کی اقدامات کو ملحوظ خاطر رکھے۔

اسلام کی نظر میں طلاق ناپسندیدہ عمل ہے۔ کیونکہ طلاق کی وجہ سے معاشرے میں تنازعات بڑھ جاتے ہیں۔ ان تنازعات کا سماجی، اخلاقی، معاشرتی اور نفسیاتی طور پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

پشتون معاشرہ جس کو اسلامی معاشرہ بھی کہا جاسکتا ہے اس معاشرے میں طلاق کا رجحان بہت کم ہے۔ لیکن اگر طلاق ہو بھی جائے تو اس کی عموماً وجوہات بیوی کی بد صورتی، بد خلقی، کج روی، بد کاری (خواہ ثابت ہو یا شبہ) اور معمولی خیانت ہوتی ہے۔ طلاق کا طریقہ ظالمانہ ہوتا ہے۔ جبکہ بعض قبائل میں طلاق شریعت کے مطابق دی جاتی ہے۔ بعض میں طلاق کا مخصوص طریقہ ہوتا ہے۔ عورت کے پیچھے تین پتھر یا مٹی کے ڈھیلے پھینک دیئے جاتے ہیں۔ طلاق کی صورت میں عموماً پشتون گھرانوں میں تنازعات بڑھ جاتے ہیں اور نفرتیں پروان چڑھتی ہے۔ اور بچوں کو طلاق کی صورت میں وہ جائز حقوق نہیں ملتے ہیں جو اسلام نے انھیں دی ہیں۔ مثلاً، رضاعت، حضانت، نان نفقہ، مناسب تعلیم و تربیت کا حق وغیرہ۔⁹

۴۔ جسمانی مشقت:-

جسمانی مشقت سے مراد خطرناک اور زحمت میں مبتلا کر نیوالے کاموں میں لگا کر بچوں کا استحصال کرنا ہے جس سے ان کی صحت اور زندگیاں (دونوں) خطرے میں پڑ سکتی ہیں۔ یا اس سے ان کے تفریح اور تعلیم کے حقوق سے انحراف کیا جاتا ہے۔ بچوں سے محنت مزدوری کی بدترین شکل وہ ہے جس میں ان کے بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی شامل ہوتی ہے۔ سخت اور خطرناک کاموں میں بچوں کو ملازمت دینا ایک ایسا درجہ ہے کہ جس میں ان پر سختی اور ایذا مسلط کرنا ہے، اگرچہ اس کے ناگزیر نتائج سے ناواقفیت اور بغیر کسی توجہ ہی کے ایسا کیوں نہ کیا جائے چائلڈ لیبر کے حوالے سے شریعت واضح کرتی ہے کہ ان (بچوں) پر تکلیف مسلط کرنا ممنوع ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لا یكلف الله نفساً الا و سعه¹⁰

ترجمہ:- ”اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔“

پس بچے کو اسکی طاقت سے بڑھ کر تکلیف دینا اور اس سے مشقت کرنا منشاء ربانی اور حکم الہی کے خلاف ہے۔ بچے سے مشقت والا کام لینا اس پر زیادتی ہے۔ اس لیے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ولا تکلفو الصغیر الکسب¹¹

ترجمہ:- ”اور تم بچے کو مزدوری کرنے کا پابند نہ ٹھہراؤ۔“

لہذا بچے کی طاقت سے بڑھ کر وہ کام جس سے اسکی بنیادی حقوق یعنی اسکی تعلیم و تربیت، حق و تفریح اور صحت پر مضر اثرات مرتب کرنے والے کام لینا خلاف شریعت ہوگا۔

پاکستان میں یونیسیف کے ایک اندازے کے مطابق اس وقت ایک کروڑ بچے محنت مزدوری کر رہے ہیں۔ دیگر صوبوں کی طرح بلوچستان کے پشتون علاقوں میں مزدور بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ پشتون علاقوں میں زرعی شعبے کا زیادہ تر انحصار بچوں کی مشقت پر ہے۔ کان کنی، تعمیراتی کام، کنوؤں کی کھدائی اور دوسرے غیر محفوظ کام بچوں سے کروائے جاتے ہیں۔ کوئٹہ سمیت دیگر چھوٹے چھوٹے شہروں میں اکثر بچے کچرے کے ڈھیر میں نظر آتے ہیں۔ اور بعض بچے گداگری پر مجبور ہوتے ہیں۔ وہ مناسب غذا، تعلیم و صحت کی بنیادی سہولیات اور مناسب نگہداشت و تربیت سے محروم رہتے ہیں۔ غربت، بے روزگاری، والدین کی ناواقفیت، تعلیم کی کمی، اسکی بڑی وجوہات ہیں۔

لہذا ریاست، والدین، اور اساتذہ پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ایسے محروم بچوں کو ان کے جائز حقوق کی فراہمی کے لیے بھرپور کوشش کرے۔¹²

۵۔ بچوں پر جنسی و جسمانی تشدد:-

اسلام والدین کو حق بخشتا ہے کہ اپنے بچوں کو سمجھائیں اور نظم و ضبط سکھائیں، اور انھیں شریعت کے احکام کے مطابق تربیت دیں۔ اسلام (اس تربیت کو) ایک بہترین چیز قرار دیتا ہے۔ جو والدین اپنے بچوں کو پیش کر سکتے ہیں۔ بچوں کو (جسمانی اور جنسی) ضرر یا نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام میں پیار، محبت اور شفقت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ چھوٹوں کا فرض ہے کہ بڑوں کی عزت و تکریم کریں اور بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ چھوٹوں پر شفقت کریں، سختی اور ترش روئی کے ساتھ کلام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد بانی ہے:-

و لا تعند و ان الله لا يحب المعتدين¹³

ترجمہ:- ”اور حد سے نہ بڑھو کہ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔“

بچوں پر جنسی حملے کا آزار انتہائی خطرناک باتوں میں سے ایک ہے، یہ ایک بدترین قسم کا انسانوں پر جسمانی یا نفسیاتی زیادتی کا حملہ ہے۔ اسلام اسے گناہ کبیرہ قرار دیتا ہے، اور اسلام کے فوجداری قوانین یہ ایک بڑا جرم شمار ہوتا ہے۔ اسلام نے زنا اور بدکاری کی مذمت کی ہے۔ اور اس کو سخت بے حیائی قرار دیا ہے۔

ارشاد بانی ہے:-

و لا تقربوا الزنى انه كان فاحشة وساء سبيلا¹⁴

ترجمہ:- ”تم زنا (بدکاری) کے قریب بھی مت جانا۔ بے شک یہ بے حیائی کا کام ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔“

بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی ایک فاش غلطی ہے۔ کیونکہ جب بچوں کی ضروری نگہداشت نہیں کی جائے گی تو ان کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ فاش غلطی ان کی ہو سکتی ہے جن پر اسکی نگہداشت کی ذمہ داری تھی، بچوں سے جنسی زیادتی کے سلسلے میں جن لوگوں پر نگہداشت کا فرض عائد ہوتا ہے، یہ ان کی اپنے عہد سے بے وفائی اور معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔ یہ خود اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک گناہ ہے۔ دین اسلام اس عہد سے بے وفائی اور معاہدے کی خلاف ورزی کو کراہت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَحُونُوا أَمْنَكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ¹⁵

ترجمہ:- ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں) کو جانتے ہو۔“

اسلام بچوں پر جنسی و جسمانی تشدد کی مذمت کرتا ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ لیکن اس میں بچوں کی بڑی تعداد جنسی و جسمانی تشدد کا شکار ہے جس میں زیادہ تر بچوں کا تعلق دیہی علاقے سے ہے۔ بلوچستان کے بعض علاقوں خصوصاً پشتون دیہی علاقوں میں جنسی تشدد، غیر فطری جنسی اختلاط، بشمول جنسی تشدد کے واقعات سامنے آئے ہیں۔ جنسی تشدد کا شکار عموماً وہ بچے ہوتے ہیں جو بے گھر ہوتے ہیں۔

نوجوانوں میں جنسی تشدد کی بڑی وجہ غربت، بے روزگاری، گھر سے دوری، تعلیم کی کمی، ریاست کی عدم توجہی، والدین کی غفلت اور دین سے دوری ہیں۔¹⁶

۶۔ بچپن کی شادی:-

اس پر بین الاقوامی سطح کا اجماع اور اتفاق ہے کہ بچپن کی عدالتی تعریف اٹھارہ سال کی عمر ہے، نگہداشت کا دورانیہ بچے کی جسمانی، نفسیاتی اور معاشرتی تعمیر اٹھارہ سال سے کم نہیں بلکہ کچھ زیادہ ہو سکتی ہے، یہ وہ عمر ہے جس میں ایک نوجوان آدمی یا عورت مختلف ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے جو اس سے متوقع ہوتی ہیں اور وہ صحیح فیصلے کرنے کے لائق ہو جاتا ہے جن کا ایک طویل اثر اس کی موجودہ اور مستقبل کی زندگی پر مرتب ہوتا ہے، جیسا کہ شادی کرنے کا فیصلہ ہے بچہ یا بچی اگرچہ بالغ نہ ہوں پھر بھی ان کی شادی ہو سکتی ہے۔ بچے کا ولی اس کی شادی کر سکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں بچے اور بچی کو بالغ ہونے کے بعد اگر اس کا نکاح والد کے بغیر کسی اور ولی نے کیا ہو تو اسے اختیار ہو گا بالغ ہونے کے ساتھ ہی نکاح فسخ کر دے۔

قرآن کریم میں جہاں شادی کا حکم آیا ہے۔ وہاں مردوں کو جب شادی کے سلسلے میں مخاطب کیا تو فرمایا۔

فَانْكُحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَتْنِي وَ ثَلْثَ وَرَبْعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً -¹⁷

ترجمہ:- ”تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے پسندیدہ اور حلال ہو۔ دودو، تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرط عدل ہے) پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم زائد بیویوں میں عدل نہ کر سکو تو صرف ایک ہی عورت سے نکاح کرو۔“

یہاں مرد کو نکاح کے حوالے سے خطاب کیا ہے جو کہ خود شادی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ بچے تو خود شادی نہیں کر

سکتا۔ اسی طرح عورت کے نکاح کے حوالے سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجاً غیره فان طلقها فلا جناح علیهما ان یتراجعا ان ظنا ان یقیما حدود الله وتلك حدود الله یبینها للقوم یعلمون¹⁸

ترجمہ:- ”پھر اگر اس نے (تیسری مرتبہ) طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ (مطلقہ عورت کسی اور شوہر کے ساتھ نکاح کرے پھر اگر وہ (دوسرا شوہر) بھی طلاق دے تو اب ان دونوں (یعنی پہلے شوہر اور اس عورت) پر گناہ نہ ہوگا۔ اگر وہ (دوبارہ) رشتہ زوجیت میں پلٹ جائیں۔ بشرطیکہ دونوں یہ خیال کریں کہ (اب) وہ حدود الٰہی قائم رکھ سکیں گے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ جنہیں وہ علم والوں کے لئے بیان فرماتا ہے۔“

اس آیت مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے کہ وہ عورت خود اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اس کا ولی نکاح کرے تو اس صورت میں بھی اس کا ولی اسکی رضامندی سے اسکا نکاح کرے گا۔ ولی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ زبردستی سے کسی کا نکاح کرے۔

اس بات سے یہ ثابت ہوا کہ اصلاً نکاح بالغ مرد اور عورت کا ہی ہوتا ہے۔ اس لیے عدم بلوغیت کی صورت میں شادی کرنا کئی طرح کی معاشرتی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔ اس وجہ سے نابالغ کی شادی کرنا اسلام کے منشاء کے خلاف ہے۔ چونکہ بچپن کی شادی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے دنیا کے بے شمار ممالک میں بچیوں کی بچپن میں شادی کرادی جاتی ہے۔ تاکہ ان کے بوجھ سے نجات حاصل ہو سکیں۔

پاکستان خصوصاً بلوچستان کے پشتون دیہی علاقوں میں بچپن میں شادی کر دی جاتی ہے۔ اور غیر محفوظ اسقاط حمل کی وجہ سے تقریباً 13% خواتین زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ نوعمری میں شادیوں کی وجہ سے بچوں اور ماؤں کی شرح اموات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

نوعمری میں شادی کی وجہ سے بچیوں کی تعلیم ادھوری رہ جاتی ہے۔ اور یوں ان کے بنیادی حقوق سلب کر لیے جاتے ہیں۔ چھوٹی عمر میں بچے جننے سے نہ صرف یہ کہ ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے بلکہ بعض اوقات ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ صحت کے بنیادی سہولیات خاص طور پر دیہی علاقوں میں نہ ہونے کے برابر ہے۔

خلاصہ بحث:

اسلامی تہذیب و تمدن کو وجود میں لانے اور اسلامی نظام زندگی کو قائم کرنے کی جدوجہد کا فطری طریقہ کاریہ ہے۔ کہ ہم ایک پاکیزہ سماج اور صالح معاشرہ بنانے کی کوشش کریں۔ اور نمونے کے طور پر اس مثالی معاشرے کو سامنے رکھیں جو سینکڑوں سال پہلے عرب کی سرزمین میں خود رسول خدا ﷺ نے قائم کیا تھا۔ اسلام میں بچوں کی اہمیت مسلم ہے اور مثالی اسلامی معاشرہ کی تشکیل بچوں کی مکمل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت سے بن سکتی ہے۔

محقق نے پشتون معاشرے میں بچوں کو حاصل معاشرتی حقوق کا اسلام کے ساتھ تقابلی جائزہ لیا۔ اور مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے پشتونوں سے رائے لی۔ اس کے نتائج حسب ذیل ہیں۔

- ۱۔ اسم کے حوالے سے لی گئی رائے میں 79% پشتونوں کی نظر میں بچوں پر اسلامی نام رکھے جاتے ہیں۔ جبکہ 21% لوگوں کی آراء کے مطابق ان کے اسلامی نام نہیں رکھے جاتے۔
- ۲۔ مساوات کے حق سے متعلق 62% لوگوں کے خیال میں موجودہ پشتون معاشرے میں بیٹی کی پیدائش پر اس طرح خوشیاں نہیں منائی جاتی جیسا کہ بیٹے کی پیدائش پر منائی جاتی ہیں۔
- ۳۔ طلاق کے اثر سے متعلق 52% لوگوں کی رائے تھی کہ طلاق کے صورت میں بچوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق حقوق نہیں ملتے ہیں۔ جبکہ 48% لوگوں کے مطابق بچوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق طلاق کی صورت میں جائز حقوق ملتے ہیں۔
- ۴۔ جسمانی مشقت جیسے معاشرتی مسئلے کے حوالے سے مختلف رائے سامنے آئی جن میں 80% لوگوں کی رائے کے مطابق بچوں سے جسمانی مشقت لی جاتی ہے۔ جبکہ 20% لوگوں کے خیال میں پشتون بچوں سے جسمانی مشقت نہیں لی جاتی ہے۔
- ۵۔ جنسی و جسمانی تشدد کے متعلق 80% لوگوں کی رائے کے مطابق پشتون بچے جنسی و جسمانی تشدد کا شکار ہے جبکہ 20% لوگوں کا کہنا تھا کہ پشتون معاشرے میں بچوں پر کسی طرح کا جسمانی اور جنسی تشدد نہیں ہو رہا ہے۔
- ۶۔ بچپن کی شادی سے متعلق 60% لوگوں کے خیال میں پشتونوں میں اکثر شادیاں بچپن میں کرائی جاتی ہیں۔ جبکہ 34% لوگوں کا کہنا تھا کہ پشتون بچوں کی نوعمری میں شادیاں نہیں کرائی جاتیں۔
- اس تحقیق سے متعلق جو رائے سامنے آئی ہے اس کے مطابق پشتون معاشرے میں اکثر مقامات پر بچوں کے حقوق کو بری طرح پامال کیا جا رہا ہے۔ اور ان کو وہ معاشرتی حقوق میسر نہیں جو اسلام نے انھیں دی ہیں۔ محقق اس تحقیق کے نتیجہ میں لوگوں کو یہ پیغام پہنچائے گی کہ بچوں کو اسلام کے عطاء کردہ جائز حقوق فراہم کیے جائیں۔ جس کی بدولت ایک مثالی اسلامی پشتون معاشرے کا قیام عمل میں لایا جاسکے گا۔ اور اس طرح ہمارا ملک اور یہ خطہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے گا۔

حوالہ جات:

- 1 درانی، عبدالقدوس، پشتون کلچر، پشتون اکیڈمی کوئٹہ، 1984ء، ص: ۱۰
- المسلم، ابوالحسن ان الحاج بن مسلم بن ورد، قشیری نیشاپوری، الجامع الصغیر، کتاب الآداب، باب النسخی عن النکخی بآب القاسم و بیان ما یستحب من الاسماء، رقم الحدیث: ۳۹۷۵
- 3 المسلم، کتاب الآداب، باب تحریم التسمی بملک الاملاک و بملک الملوک، رقم الحدیث: ۳۹۹۳
- 4 رومان، انور، بلوچستان گزٹیر، گوشہ ادب کوئٹہ، ۱۹۸۸ء، ص: ۷۹
- 5 النکوی: ۸: ۸۱-۹
- 6 الفرقان ۲۵: ۷۴

- 7 رجوئے آر، ٹی، آئی، ترجمہ، انور رومان، پٹھان، مسٹری پرنٹس، کوئٹہ، ۱۹۸۳ء، ص: ۷۳
- 8 النساء: ۲۱: ۴
- 9 رومان، انور، بلوچستان گڈ پیئرز، ص ۲۱-۳۳
- 10 مالک، انس بن مالک، الموطاء، کتاب الجامع، باب الامر بالرفق بالمملوک، رقم الحدیث: ۱۵۵۳، بیروت لبنان، دار الحیاء التراث العربی۔
- 11 پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال، 2014ء پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، ایوان جمہور، 107، ٹیپو بلاک، گارڈن ٹاؤن، لاہور، ص: ۲۸۵۔
- 12 البقرہ: ۱۹: ۲۰
- 13 الاسراء: ۱: ۳۲
- 14 الانفال، ۲: ۸
- 15 Pakistan mi insani Hoqooq I Surat e Hal, Pakistan comitiom bara e insani Hoqooq, 2014, Page:283.
- 16 پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال، 2014ء پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، ص: ۲۸۳
- 17 النساء، ۴: ۳
- 18 البقرہ، ۲: ۲۳۰

References

1. Durani, Abdul Qodus, Pashton Calchar, Quetta, Pashto Acedmi, 1984, Page:10
2. Qusheri, Muslem Ibn e Hajaj, Aljame Asahis, Kitab Ul Aladab, babu Nahi an takani biabi alqasem, Raqamul Hades:3975
3. Qusheri, Muslem Ibn e Hajaj, Aljame Asahis, Kitab Ul Aladab, babu Nahi an Tahrem Tusama bemalik e alamlak , Raqamul Hades:3993
4. Roman, Anwar, Balochian Ghezeters, quetta, Ghusha e Adab, 1889, page:79
5. Sura Takwer:81:8-9
6. Sura Furqan:25:74
7. Rajoe, R T I, Tarjama, Anwar Romman, Patan, Quetta, mestar Re Prants, 1983, Page:73
8. Sura Nisa:4:21
9. Roman, Anwar, Balochian Ghezeters, quetta, Ghusha e Adab, 1889, page:21-34
10. Malek ibne anas, Almuata, Babu alamru berefq bilmamluk, Rqamulhades:1553, Berut, Darul ihya Aturas Arabi.
11. Pakistan mi insani Hoqooq I Surat e Hal, Pakistan comitiom bara e insani Hoqooq, lahor, Aywan e Jamhor, 2014, Page:285
12. Sura Baqara:2:19-20
13. Sura ALisra:17:32
14. Sura Alanfal:8:27
15. Pakistan mi insani Hoqooq I Surat e Hal, Pakistan comitiom bara e insani Hoqooq, 2014, Page:283
16. Sura nisa:4:3
17. Sura baqara:2:230